احتساب
کیئر ٹیکرز

حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
غلام علی اینڈ سنز ناشران و تاجران کتب کشمیری بازار

حضرت

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بچوں کی لائبریری

شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز لاہور

سلسلہ بچوں کی لائبریری ع ۳۴

۱۹۵۴ء

بار سوم　　　　قیمت ۸ ر

شیخ نیاز احمد پرنٹر و پبلشر نے
اپنے علمی پرنٹنگ پریس ہسپتال روڈ لاہور میں چھپوا کر
کشمیری بازار لاہور سے شائع کیا

دیباچہ

جن لوگوں کی عمریں پڑھنے پڑھانے میں بیت گئیں، اُن کے تجربات کا نچوڑ یہ ہے کہ بچہ جب شعور کی آنکھ کھولتا ہے، تو اُسے سب سے بڑھ کر دلچسپی کہانیوں سے ہوتی ہے۔ بچوں کو اپنے بزرگوں اور مشاہیر کے سبق آموز حالات پڑھانے کا بہترین طریقہ یہی سمجھا گیا ہے کہ شروع شروع میں اس مضمون کو کہانیوں کی صورت میں پیش کیا جائے۔ چنانچہ یہ طریقہ ترقی یافتہ ملکوں کے اسکولوں میں عام طور پر رائج ہے +

ہم نے اِس سلسلہ کے لیے ایسی شخصیتیں چُنی ہیں، جن کی سیرتوں کے مطالعے سے قدم قدم پر مفید سبق ملیں، پڑھنے والوں کے اخلاق اور کردار بلند ہوں، اُن کے دلوں میں اچھے سے اچھے قومی جذبات بیدار ہو جائیں، وہ بہتر انسان بن جائیں، قوم، ملک اور انسانیت کی سچّی خدمت گزاری کو اپنی زندگیوں کا نصب العین بنا لیں +

ان کہانیوں کا ایک ایک واقعہ تاریخی نقطۂ نگاہ سے مستند ہے، لیکن ان میں وہ تحقیقی

بحثیں نہیں لائی گئیں، جو بچّوں کی دماغی سطح سے اُونچی تھیں۔ اگرچہ ہمارا اصل مقصد محض کہانیاں سُنانا نہیں، بلکہ بچّوں کے دل و دماغ کے لیے صحیح تربیت کے سانچے مہیّا کرنا ہے۔ تاہم اس مقصد کو اندازِ بیان میں اس طرح سمو دیا ہے کہ جو کچھ پڑھنے والے کے دل میں اُترنا چاہیے، اُترتا جائے اور کہانی کی عام دِل چسپی و دلپذیری کا سِلسلہ ٹوٹنے نہ پائے۔

لکھنے کا اسلوب بہت سادہ اور سلیس رکھا گیا ہے، اِتنا سلیس کہ حرفوں کو جوڑ جوڑ کر لفظ بنا لینے والا بچّہ بھی اسے بے تکلّف پڑھ سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ زبان کی خوبی اور بیان کی دل آویزی کا ذوق بھی پرورش پاتا رہے۔

آیندہ نسلوں کو اعلیٰ قومی مقاصد و اُصول کے مطابق تربیت دینا ہمارا گراں بہا ملّی اور ملکی فرض ہے۔ ناشرین کی اصل غرض یہی ہے کہ اس فرض کو پُورا کرنے میں وہ بھی اپنی ناچیز بساط کے مطابق ہاتھ بٹائیں۔ یہ غرض ایک حد تک بھی پوری ہو جائے، تو ناشرین سمجھیں گے کہ اُن کی محنت ٹھکانے لگی۔

ناشرین

حضرت
محمّد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم

عرب

عرب ایشیا کے جنوب مغرب میں ایک
جزیرہ نما ہے۔ رقبے میں تو بڑا ہے،
لیکن آبادی بہت کم ہے، اِس لیے
کہ ملک کا زیادہ حِصّہ یا تو بالکل غیر
آباد ہے یا اس میں کم لوگ آباد ہیں۔
خاصا بڑا علاقہ ریگستانی ہے۔ پہاڑ بھی

ہیں ، لیکن عموماً خشک - البتہ ان میں
جہاں کہیں قدرت نے پانی کا انتظام
کر دیا ہے ، وہاں لوگ کھیتی باڑی بھی
کرتے ہیں اور باغ بھی لگا رکھے ہیں -
سمندر کے کناروں کے ساتھ ساتھ زمین
ذرا نیچی ہے - اِن حصّوں میں خاصی آبادی
ہے ۔

ہمارے ملک کا سا دریا عرب میں
کوئی نہیں - بارش بھی کم ہوتی ہے -
جب مینہ زور سے برسے ، تو نشیبی
جگہوں میں پانی بہنے لگتا ہے ، لیکن
تھوڑی ہی دیر میں خشک ہو جاتا ہے -
وہاں اگرچہ ہر قسم کی جنسیں تھوڑی یا
بہت پیدا ہوتی ہیں ، لیکن کھجور کی
بہتات ہے اور ہر جگہ ہوتی ہے ، کھائی

بھی بہت جاتی ہے +

حجاز اور مقدس مقامات

ملک کے بیچوں بیچ پہاڑ کی ایک دیوار جنوب سے شمال تک چلی گئی ہے، جس نے اس کے دو حصے کر دیے ہیں۔ مشرقی حصہ زیادہ چوڑا ہے۔ مغربی حصے کی چوڑائی بہت کم ہے۔ مغربی حصے کے جنوب میں یمن ہے، جو عرب کا زرخیز اور خوب صورت خطہ ہے۔ اس کے اوپر حجاز ہے، جس کے مغربی کنارے کو بحیرۂ قلزم کا پانی چوم رہا ہے۔ اسی خطے میں اسلام کا چشمہ ابلا۔ اسی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کا وہ پاک گھر بنایا تھا

جس کے آس پاس مکّہ شریف آباد ہُوا اُور جہاں خدا کے آخری رسول حضرت محمّد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم پیدا ہُوئے۔ اسی خطّے میں مدینۂ شریف ہے، جہاں آنحضرت صلعم کا روضۂ پاک ہے۔ مکّہ شریف اُور مدینہ شریف مسلمانوں کے مقدّس مقامات ہیں، جنھیں عام طور پر "حرمینِ شریف" کہتے ہیں۔

عربوں کی حالت

عربوں میں کھیتی باڑی کے سامان کم ہونے کی وجہ سے اکثر لوگوں نے تجارت کا پیشہ اختیار کر لیا تھا۔ لوگ دیس بدیس مُلک مُلک جس مال کی کھپت ہوتی اُسے اُونٹوں پر لاد کر لے جاتے اُور

وہاں سے اپنی ضرورت کی چیزیں لے
آتے یا وہ مال خریدتے، جو دوسرے ملک
میں اچھے نفع پر بک سکتا۔

اسلام سے پہلے وہاں تین پیغمبروں کے
ماننے والے لوگ موجود تھے۔ ایک حضرت
ابراہیم علیہ السّلام کے پیرو، جو زیادہ تر
عرب تھے۔ دوسرے حضرت موسیٰ علیہ السّلام
کے پیرو، جنھیں یہُودی کہتے تھے
اَور ان کی آبادیاں جگہ جگہ بکھری ہوئی
تھیں۔ تیسرے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام
کے پیرو، جو نصاریٰ یا عیسائی کہلاتے
تھے اَور یہ تعداد میں سب سے کم
تھے۔

لیکن پیغمبروں کی پاک تعلیم کو سب
نے بھلا دیا تھا، عقیدے بدل چکے

تھے۔ اخلاق بگڑ چکے تھے، عادتیں خراب
ہو چکی تھیں۔ بدکاری عام تھی۔ جگہ جگہ
بُت پُوجے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ خدا
کے اُس پاک گھر میں بھی جو ذاتِ
واحد کی پرستش کے لئے بنا تھا، تین
سو ساٹھ بُت رکھ دیے گئے تھے ؏

لوگ عموماً جاہل تھے۔ بات بات پر
جھگڑنے لگتے۔ لڑائی چھڑ جاتی، تو برسوں
کیا، پُشتوں تک نہ رُکتی انسانی زندگی
کا دار و مدار تین باتوں پر ہے: جان
کی عزّت، مال کی حفاظت اور آبرو کا
پاس۔ عرب میں تینوں باتوں کی قدر
و قیمت مٹ چکی تھی۔ گویا انسانی
زندگی کی بنیادیں ڈھے چکی تھیں۔

ظہورِ قدسی

یہ حالت تھی، جب خدا کی رحمت سے اندھیرے میں اُجالا ہُوا، تاریکی میں ہدایت کا سُورج چمکا۔ انسانیّت کے مُرجھائے ہوئے باغ میں شادابی اور تازگی کی نئی بہار آئی۔ ایمان و اخلاق کی اُجڑی ہوئی بستیاں پھر سے آباد ہونے لگیں۔ خدا سے ٹوٹے ہُوے رشتے نئے سرے سے جُڑنے کا اِنتظام ہُؤا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے تین ہزار برس پہلے جو دُعا مانگی تھی، اُس کے پُورا ہونے کا وقت آ گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے جس نور کے ظہور کی خبر دی تھی، وہ جلوہ گر ہو گیا، یعنی حضرت محمد مصطفےٰ

صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم اِس دنیا میں تشریف لائے، اُن پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خدا کا درُود اور سلام ہو ؀

خاندان

قریش سارے عربوں کے سردار مانے جاتے تھے۔ قریش میں ہاشمی گھرانے کا رُتبہ سب سے اُونچا تھا، جس کے سردار عبدالمطلب کے دس بیٹے تھے۔ ان میں سے عبداللہ سب سے چھوٹے تھے، جو عبدالمطلب کو بہت پیارے تھے۔ جوان ہُوئے، تو اُن کی شادی حضرت آمنہ سے کر دی، جو قریش کے ایک معزّز قبیلے کی لڑکی تھیں۔ شادی سے چند روز بعد عبداللہ کو تجارتی قافلے کے

ساتھ شام جانا پڑا - واپسی کے وقت وہ بیمار ہُوئے اَور مدینے میں ٹھہر گئے، جہاں اُن کے والد کی ننھیال تھی- اسی بیماری سے مدینے ہی میں وفات پائیَ- اس طرح حضرت آمنہ شادی سے چند ماہ بعد بیوہ ہو گئیں۔

مرنے والے نے جو ترکہ چھوڑا، وہ کیا تھا؟ پانچ اُونٹ، چند بکریاں اَور ایک خادمہ اُمّ اَیمن - حضرت آمنہ یہ سر و سامان لے کر حضرت عبدالمطلب کے گھر آ گئیں - ۲۰ر اپریل ۵۷۱ء کو پیر کے دن صبح کے وقت خدا نے وہ بچّہ عطا کیا، جو اگرچہ پیدائش سے پہلے یتیم ہو چکا تھا، لیکن جہانوں کے لیے ہدایت کا نوُر اَور رحمت کا

سایہ بننے والا تھا۔

اِبتدائی حالات

عبدالمطلب نے یہ خوشخبری سُنی، تو خوش خوش حضرت آمنہ کے پاس آئے بچّے کو اُٹھا کر کعبے میں لے گئے اور "محمد" صلعم نام رکھا جس کے معنی ہیں " وہ جس کی بہت تعریف کی گئی ہو "۔

مکّے کے شریف گھرانوں میں دستور تھا کہ عورتیں بچّوں کو خود دُودھ نہیں پلاتی تھیں، بلکہ آس پاس کے دیہات کی عورتوں کے حوالے کر دیتی تھیں۔ شاید اس لیے کہ دیہات کی آب و ہوا میں بچّوں کی صحّت اچھی رہے گی۔

حضرت آمنہ کے بچّے کو بھی ایک نیک عورت حضرت حلیمہ رضؓ کے سپرد کر دیا گیا اور آپ چار پانچ برس تک حضرت حلیمہ رضؓ ہی کے پاس رہے ؛

چھ برس کے ہوئے، تو والدہ آپ کو ساتھ لے کر مدینے گیئیں - اُمّ ایمن بھی ساتھ تھیں - اس لمبے اور کٹھن سفر کی غرض یہ تھی کہ اپنے مرحوم شوہر کی قبر دیکھ آئیں - ایک مہینا مدینے میں رہیں - واپس آ رہی تھیں، تو راستے میں ان کو بھی خدا نے اپنے پاس بلا لیا اور اُمّ ایمن نے آپؐ کو مکّے میں چچا کے پاس پہنچایا ؛

خدا کی نشان دیکھو کہ جو پاک وجود

دُنیا کے سر پر ماں باپ سے بڑھ کر محبّت اُور شفقت کا سایہ پھیلانے والا تھا، اُسے باپ کا سایہ دیکھنا بھی نصیب نہ ہُوا اَور ماں چھ برس کا چھوڑ کر چل بسیں۔

ابوطالب کی محبّت

چچا نے اس لاڈ سے پالا کہ عبداللّٰہ زندہ رہتے، تو شاید اس سے زیادہ نہ کر سکتے۔ اپنے ساتھ کھانا کھلاتے، ساتھ بٹھاتے، رات کو اپنے برابر سُلاتے خود آنحضرتؐ کی یہ کیفیّت تھی کہ بچپن میں بھی کھیل کُود کا بالکل شوق نہ تھا۔ بہت صاف ستھرے رہتے۔ عام بچّے کھانے پینے کے وقت آپس میں

چھینا جھپٹی بھی کرتے ہیں - لیکن آپؐ
نے ایسی کوئی حرکت کبھی نہ کی - اِس
لیے ابو طالب آپؐ کو سب سے الگ
کھانا کِھلاتے - آپؐ نے چھوٹی عمر میں
بھی بُھوک پیاس کی شکایت کبھی نہ کی-
زمزم کا تھوڑا سا پانی پی لیتے اَور فرما
دیتے کہ اب کھانا نہیں کھاؤں گا' مجھے
بُھوک نہیں ٭

طبیعت کی نیکی ' پاکیزگی اَور حُسنِ اخلاق
کا رنگ شروع ہی سے زمانے بھر سے
نرالا تھا - اگرچہ سارا وقت ان لوگوں
میں گزرتا تھا ' جو ہر قسم کی بُرائیوں
میں سر سے پاؤں تک غرق تھے ' لیکن
آپؐ کی زبان پر بھی کبھی کوئی نا مناسب
بات نہ آئی - سب سے محبّت کرتے - ہر

ایک کے ساتھ نرمی اور ملائمت سے پیش آتے۔ ایمان داری اور راست بازی کا یہ عالم تھا کہ مکّے والوں نے آپؐ کو "امین" (ایمان دار) اور "صادق" (سچّا) کے لقب دے دیے تھے ۔

شام کا سفر

جوان ہوئے، تو تجارت کا خیال آیا، لیکن نہ آپ کے پاس روپیہ تھا، نہ چچا ہی مالی مدد دے سکتے تھے۔ اس زمانے میں مکّے میں بی بی خدیجہؓ نام ایک شریف اور نیک خاتون رہتی تھیں۔ گھرانے کی اُونچی، نیک ایسی کہ لوگ اُنھیں 'طاہرہ' (پاک) کہہ کر پکارتے تھے۔ وہ اپنا مال ملازموں کے ہاتھ تجارت کے لیے بھیجا کرتی تھیں۔

اُنھیں ایک معتبر اَور دیانتدار کارکُن کی ضرورت تھی - ابو طالب نے آپ سے کہا کہ یہ کام ہاتھ میں لیں، تو اچّھا ہو گا- چنانچہ آپ بی بی خدیجہؓ کا مال لے کر شام گئے - اس احتیاط سے اسے فروخت کیا کہ پہلے سے زیادہ نفع ہُوا اَور جو چیزیں وہاں سے خرید کر لانی تھیں، وہ بھی سستے داموں خرید لیں *

شادی

بی بی خدیجہ آپؐ کی نیک شہرت کو پہلے ہی سے سُن چکی تھیں- اب دیانت داری راست بازی اور پاکیزہ اخلاق کا ذاتی تجربہ ہو گیا، تو اپنی ایک سہیلی کے ذریعہ سے نکاح کا پیغام دے دیا، حالانکہ اس

سے پہلے بڑے بڑے دولتمندوں اور شریفوں کی طرف سے نکاح کی درخواستیں نامنظور کر چکی تھیں۔ اس طرح بی بی خدیجہؓ کو خدا نے 'اُمّ المومنین' (ایمان والوں کی ماں) ہونے کا شرف بخشا۔ اِس شادی سے خدا نے آنحضرتؐ کو اولاد دی۔ صاحبزادے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو گئے۔ چار صاحبزادیاں جوانی کی عمر کو پہنچیں۔

کعبے کی تعمیر

آپ کی عمر ۳۵ برس کی ہوگی، جب مکّے شریف میں ایک برساتی سیلاب آ گیا، جس کی وجہ سے کعبے کی دیواروں میں شگاف پڑ گئے۔ قریش نے اُسے

نئے سرے سے تعمیر کیا۔ اس کے ایک
کونے میں سیاہ رنگ کا پتھر پہلے سے
چلا آتا تھا، جسے اس وجہ سے مقدّس
سمجھا جاتا تھا کہ کعبے کا طواف شروع
کرنے کا نشان وہی تھا۔ سیاہ رنگ ہونے
کی وجہ سے اُسے حجرِ اَسْوَد (کالا پتھر) کہتے
تھے۔ جب اس پتھر کو لگانے کی نوبت
آئی، تو قبیلوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔
ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ حَجرِ اَسْوَد ہم لگائیں۔
جھگڑا اِتنا بڑھا کہ بعض قبیلوں نے لہو
سے بھرے ہُوئے پیالے میں اُنگلیاں
ڈبو دیں، جو قریش میں لڑائی کا نشان
سمجھا جاتا تھا۔ آخر یہ فیصلہ ہُوا کہ
صبح کے وقت جو شخص سب سے پہلے
کعبے میں آئے، اُس کو ثالِث (پنچ)

مان لیا جائے۔ صبح کو آنحضرتؐ سب سے پہلے آئے۔ تمام لوگ پکار اُٹھے: "امین آ گیا، امین آ گیا۔ ہم اس کا فیصلہ بخوشی مانتے ہیں"۔ آپؐ نے سارا معاملہ سُنا اپنی چادر بچھائی، وہ پتھر اُٹھا کر اس میں رکھ دیا پھر ہر قبیلے سے ایک ایک آدمی کو چُن کر کہا کہ سب مل کر چادر کے کونے پکڑ لیں اور اُسے اتنا اُدپر اٹھائیں کہ پتھر اس جگہ کے برابر آ جائے جہاں اُسے لگانا تھا۔ بعد ازاں خود پتھر اُٹھا کر لگا دیا۔ اس طرح سارے قبیلے خوش ہو گئے۔

نبوّت

آنحضرتؐ پر اب ذکر و فکر اور عبادت

کا شوق بہت غالب ہو گیا تھا - مکّے
سے تین میل باہر پہاڑوں کے درمیان
ایک ٹیلہ سب سے الگ تھلگ ہے اور
دُور سے اُس کے اوپر کا حصّہ ایک گول
بُرج سا نظر آتا ہے - اُس کی چوٹی پر
دو بڑے پتھر اُوپر سے باہم مل گئے ہیں -
اور ایک حجُرہ سا بن گیا ہے - اُسے "غارِ
حرا" کہتے ہیں - آپؐ کئی کئی دن کے
لیے کھانے پینے کا سامان ساتھ لے لیتے
اور اس غار میں جا بیٹھتے - جب تک
چیزیں ختم نہ ہو جاتیں، واپس نہ آتے -
پہلے آپؐ کو خواب نظر آنے لگے، جو
کچھ خواب میں دیکھتے، وہ عمل میں آ
جاتا - چالیس برس کی عمر تھی، جب
آپؐ پر وحی اتری، نبوّت کا منصب ملا

اور دُنیا کی ہدایت کا کام آپ کے سپُرد ہُوا۔ جو نوُر برسوں غارِ حرا میں جگمگاہٹ پیدا کرتا رہا تھا، اب اُسے رُوے زمین کے چپّے چپّے میں پھیلانے کا وقت آ گیا۔

اِسلام کی تبلیغ

اب اسلام کی تبلیغ شروع ہُوئی۔ جو دِل سعادت کی روشنی سے محروم نہیں ہُوے تھے، ان میں سے بعض سُنتے ہی ایمان لے آئے۔ بعض کو کچھ دیر کے بعد ہوش آیا، لیکن بڑے بڑے سرداران قریش کے خاندانی غرور، نسلی گھمنڈ اور کم نصیبی نے اُنھیں سیدھے راستے پر آنے سے روکے رکھا اور وہ آنحضرتؐ کے دُشمن

بن گئے۔ آزمائش کا یہ ایسا نازک دَور
تھا، جس کے حالات پڑھ کر رونگٹے
کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دُنیا کی کوئی
تکلیف اَور اذیّت نہ تھی، جو آنحضرتؐ اور
آپؐ کے پاک نفس ساتھیوں پر نہ گزری،
جس کے طوفان پُوری شدّت سے اس
قُدّوُسی گروہ کے سر پر سے نہ گزُرے۔

دُنیا میں انسان کو اپنی مرضی کے
مطابق چلانے کے دو ہی ذریعے ہیں:
ایک ڈر، دوسرا لالچ۔ یہ دونوں ذریعے
قریش نے پوری کوشش اَور بے دردی
سے استعمال کیے۔ لیکن وہ کسی مسلمان
کو دینِ حق سے برگشتہ نہ کر سکے۔

ابُو طالب کے پاس شکایت

قریش نے کئی مرتبہ ابو طالب سے شکایت کی کہ بھتیجے کو روکو۔ ایک دو بار اُنھوں نے بات ٹال دی۔ ایک دن قریش کے سردار جتھا بنا کر آئے اور کہا "ہم سے اپنے دیوتاؤں کی بُرائیاں نہیں سُنی جاتیں۔ یا تو اپنے بھتیجے کو ایسی حرکتوں سے منع کر دو یا بیچ میں سے ہٹ جاؤ تا کہ ہم خود اس سے نپٹ لیں۔" یہ بات سُن کر ابو طالب پریشان ہو گئے۔ لیکن آنحضرتؐ نے فرمایا: "چچا جان! قریش اگر میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند لا کر رکھ دیں اور کہیں کہ مَیں دینِ حق

کی تبلیغ چھوڑ دوں، تو خدا کی قسم، نہیں چھوڑوں گا۔ یہاں تک کہ خدا اِس کام کو پُورا کر دے یا میری جان اِس راہ میں قربان ہو جائے۔" خدا کے پیغام کا یہ عشق اور آنحضرتؐ کا یہ عزم دیکھ کر ابُوطالب پر اِتنا اثر ہُوا کہ کہا "جاؤ، شوق سے اپنا کام جاری رکھو۔ میرے ہوتے ہُوئے کوئی شخص تمھارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔"

مسلمانوں کی مصیبتیں

مسلمانوں کو جو عذاب دِیے جاتے تھے اُن کا نقشہ لفظوں میں کھینچنا مشکل ہے۔ حضرت خبّابؓ ساتویں یا آٹھویں مسلمان تھے۔ انھیں پکڑ کر دہکتے ہُوئے کوئلوں

کے فرش پر لٹا دیا اور ایک شخص چھاتی
پر پاؤں رکھ کر کھڑا رہا کہ کروٹ نہ
بدلنے پائیں - خدا کے اس پاک بندے
نے یہ عذاب بھی صبر سے برداشت کر
لیا - جسم سے جو نمی نکلی، اُس سے
کوئلے بجھ گئے - پیٹھ کی ساری جلد اُدھڑ
گئی - گوشت نکل آیا اور عمُر بھر کے لیے
برص کے سے داغ حضرت خبّابؓ کی پیٹھ
پر رہ گئے، لیکن اسلام سے مُنہ نہ موڑا -
حضرت عمّار کے ماں اور باپ دونوں ان
عذابوں کی وجہ سے شہید ہو گئے - خود
حضرت عمّار کی یہ حالت تھی کہ اُنھیں
تپتی ہُوئی ریت پر لٹا دیتے اور اِتنا
مارتے کہ آپ بے ہوش ہو جاتے، لیکن
اسلام کی محبّت بڑھتی ہی گئی ٭

اِسلام کے مُؤَذِّن حضرت بلالؓ کو دوپہر کے وقت گرم گرم فرش پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتے تا کہ ہل جُل نہ سکیں۔ لیکن اس حالت میں بھی اِن کی زبان پر صرف ایک صدا ہوتی تھی اور وہ یہ کہ خدا ایک ہے ÷

حضرت زبیرؓ پانچویں مسلمان تھے۔ وہ اِسلام لائے، تو چچا نے اُن کو چٹائی میں لپیٹ دیا۔ پھر ناک میں دُھواں دیتا رہا۔ لیکن اسلام کو ان کے دل سے نہ نکال سکا ÷

حضرت عثمانؓ دولتمند تھے۔ وہ مسلمان ہُوے، تو چچا نے رسّوں سے باندھ کر اُنھیں مارا۔ پھر اندھیری کوٹھڑی میں ڈال دیا۔ آخر خود ہی تھک کر اُس نے بھی

ہار مان لی +

خُدا اَور اُس کے رسولِ پاک کا سچّا عشق وہی ہے، جو انسان کو دُنیا کی ہر راحت اَور اُس کے عذاب سے بے پروا بنا دے۔ اس عشق کے ہمیشہ روشن رہنے والے جو ثبوت آنحضرتؐ کے ساتھیوں نے پیش کیے، اُن کی نظیریں آسمان نے نہ کبھی پہلے دیکھی نہیں اور نہ قیامت تک پھر دیکھے گا +

ہجرتِ حبشہ

نبوّت کے پانچویں برس مکّے کے حالات بہت نازک ہو گئے، تو آنحضرتؐ نے صحابہؓ کو حبشہ جانے کی اجازت دے دی، جہاں کے عیسائی بادشاہ کی حکومت

ہیں وہ امن چین سے رہ سکتے تھے۔ حبشہ جانے والے لوگوں میں حضرت علیؓ کے بھائی حضرت جعفرؓ بھی تھے۔ بادشاہ نے ایک روز حضرت جعفرؓ سے دین کے متعلّق سوال کیا، تو آپ نے ایک لمبی تقریر کی، جس کا خلاصہ یہ ہے:-

"اے بادشاہ! ہمارا دین اسلام ہے۔ ہم بُرائیوں اور ناپاکیوں میں گرفتار تھے۔ خُدا نے ہماری قوم میں سے ایک شخص کو کھڑا کیا، جس کی پاکیزہ زندگی، نسبی شرافت اور ایمانداری کو دوست دشمن سب مانتے تھے۔ اس نے ہمیں سمجھایا کہ بُت پرستی چھوڑو۔ راستی اختیار کرو۔ بیواؤں اور یتیموں کے ساتھ محبّت سے پیش آؤ۔ کسی کو ناحق نہ ستاؤ۔ ایک خُدا کے سوا کسی

کے آگے سر نہ جھکاؤ۔ نماز پڑھو۔ روزے رکھو اور زکوٰۃ دو +

ہم نے برائیوں سے توبہ کی۔ اس کے ساتھ ہو گئے۔ اُسے اپنا پیشوا مان لیا۔ اس پر ہماری قوم دشمن بن گئی۔ چاہتی ہے کہ پھر ہمیں اس گڑھے میں گرا دے، جس سے نکل چکے ہیں ”+

غیر کی گواہی

اسلام اور رسولِ پاک کے متعلّق یہ ایک مسلمان کی گواہی تھی، لیکن غیر کی گواہی بھی سُن لو اور جو سچائی غیر کی زبان پر جاری ہو، اُس سے کون انکار کر سکتا ہے؟

آنحضرتؐ نے جب بادشاہوں کو اسلام

کا پیغام بھیجا، تو ایک خط شاہِ رُوم کو بھی لکھّا۔ اِتّفاق سے اُس زمانے میں ابُو سفیان اور بعض دُوسرے قریش جو اِس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، رُوم گئے ہُوئے تھے۔ اگرچہ آنحضرتؐ کے ساتھ عارضی صُلح ہو چکی تھی، لیکن دُشمنی کی آگ دل میں پہلے کی طرح بھڑک رہی تھی۔ بادشاہ نے اُنھیں بُلا کر اِسلام اور رسُولِ پاکؐ کے متعلّق سوالات کیے:-

بادشاہ:- "جس شخص نے نبی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے، اُس کا نسب کیسا ہے؟"

ابُوسُفیان:- وُہ ہم میں بڑا شریف اور صاحب نسب ہے"۔

بادشاہ:- "کیا تُم میں سے پہلے بھی کبھی

کسی نے ایسا دعوےٰ کیا ہے"؟

ابوسفیان :- "نہیں"

بادشاہ :" اس کے پیرو کون ہیں؟ معزز لوگ یا کمزور اور غریب"؟

ابوسفیان :"کمزور اور غریب"

بادشاہ :" اِن کی تعداد روز بروز بڑھتی ہے یا گھٹتی ہے؟

ابوسفیان :" بڑھتی ہے"

بادشاہ :" اس مذہب میں داخل ہونے کے بعد کبھی کوئی اس سے پھرا بھی ہے؟"

ابوسفیان :" نہیں"

بادشاہ :" اس نبیؐ نے کبھی عہد کر کے توڑا بھی ہے"؟

ابوسفیان :" نہیں"

بادشاہ :" وہ تم سے کیا چاہتا ہے"؟

ابوسفیان: "وہ کہتا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو۔ اس کا کسی کو شریک نہ مانو۔ نماز پڑھو۔ سچ بولو۔ پاک باز رہو۔ سب کے حقوق کا خیال رکھو"۔

بادشاہ نے کہا: "پھر اس کے سچّا ہونے میں کسی کو کیا کلام ہو سکتا ہے"؟

آنحضرتؐ کے خاندان کا بائیکاٹ

قریش نے جب دیکھا، کہ اُن کے ظُلم اَور ان کی تعدّیاں مسلمانوں کو دبا نہیں سکیں، تو سب قبیلوں نے مِل کر اقرار نامہ لکھ لیا کہ ہاشمیوں سے لین دین، سلام کلام اَور میل جول کے سب رشتے توڑ دیے جائیں۔ کھانے پینے کی چیزیں بھی اُن کے ہاتھ نہ بیچی جائیں۔ ابو طالِب

نے یہ رنگ دیکھا، تو خاندان سمیت ایک گھاٹی میں جا بیٹھے۔ تین برس بڑی تنگی میں گزارے۔ مہینوں جھاڑیاں اور ببول کی پتّیاں کھا کر گزر کرتے رہے۔ حضرت سعدؓ بن وقّاص، جو آگے چل کر ایران کو فتح کرنے والے تھے، کہتے ہیں: "ایک روز سوکھا چمڑہ مِلا۔ اُسے دھویا۔ آگ پر بھُونا، پھر پانی میں گھول کر پی لیا"۔ بچّوں کی گریہ و زاری سُنی نہیں جاتی تھی۔ آخر قریش میں سے بعض لوگوں نے خود ہی اس اقرار نامے کو پھاڑ ڈالا۔

اسی زمانے میں آنحضرتؐ کو معراج نصیب ہوئی۔ تھوڑے دن بعد ابو طالب اور حضرت خدیجہؓ نے چند روز کے فاصلے سے وفات پائی۔

طائِف کا سفر

مکّے والوں کا انکار حد سے گزر گیا، تو آنحضرتؐ نے طائف جانے کا اِرادہ فرمایا، جو مکّے کے بعد حجاز کی دُوسری بڑی بستی تھی اُور وہاں بڑے ذی اثر لوگ رہتے تھے۔ وہ لوگ کم نصیبی میں مکّے والوں سے پیچھے نہ رہے۔

آنحضرتؐ جواب صاف لے کر واپس لوٹے، تو ان بدبختوں نے بستی کے آوارہ لوگوں کو اُکسا دیا۔ وہ راستے کے دونوں طرف کھڑے ہو کر آپؐ پر پتھر برسانے لگے۔ یہاں تک کہ پیشانی مبارک کا لہو پائے مبارک تک پہنچ گیا۔ جب آپؐ مجبور ہو کر بیٹھ جاتے، تو

یہ بیدرد بازو پکڑ کر کھڑا کر دیتے۔ چلتے،
تو پھر پتھروں کی بارش شروع ہو جاتی۔آخر
آپؐ نے ایک باغ میں پناہ لی۔ آنحضرتؐ
نے خود ایک مرتبہ یہ حالات سُناتے ہُوے
فرمایا: "میرے پاس پہاڑوں کا فرشتہ آیا اور
کہنے لگا کہ ارشاد ہو، تو پہلو کے دونوں
پہاڑ ان لوگوں پر اُلٹا دوں۔" آپؐ
نے فرمایا: "نہیں، نہیں۔ اُمید ہے خدا
اِنھیں لوگوں کی پُشت سے ایسے آدمی
پیدا کرے گا، جو صرف اِس ذاتِ واحد
کی عبادت کریں گے۔" خدا کی مخلوق پر
شفقت اور اس کی خیر خواہی کی ایسی
مثال کہیں مل سکتی ہے؟

رحمۃ للعالمین

ہم حضرت خبابؓ کی تکلیفوں کا حال
پہلے بیان کر چکے ہیں، جن کو قریش نے
دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا تھا۔ ایک
روز حضرت خبابؓ نے عرض کیا: "آپؐ
دشمنانِ خدا کے حق میں بد دعا کیوں
نہیں کرتے"؟ فرمایا: "خباب! مجھے
دنیا کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔
مَیں بد دعا نہیں کر سکتا۔" جنگِ احد
میں دندانِ مبارک شہید ہو گیا تھا۔ چہرۂ
اقدس میں خود کی کڑیاں چبھ گئی تھیں
اَور خون بہہ رہا تھا۔ اُس وقت بھی
بعض صحابیوں نے بد دعا کے لیے عرض
کیا۔ فرمایا: "میں لعنت اَور بد دعا کے

لیے نہیں آیا۔ سیدھے راستے کی طرف بُلانے کے لیے آیا ہوں۔ خدا نے مجھے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔" پھر آپ نے ہاتھ اُٹھا کر دُعا فرمائی، "خدایا میری قوم کو بخش دے۔ اُن کو سیدھا راستہ دکھا، کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں۔"

ہجرت

مکّے اور طائف کے لوگوں نے خدا کے سچّے دین سے دشمنی نہ چھوڑی، تو امن کی ایسی جگہ کی تلاش شروع ہوئی، جہاں مسلمان اطمینان سے بیٹھ کر اسلامی زندگی کا صحیح نقشہ دُنیا کو دکھا سکیں اور اس طرح سب کو راہ حق پر لا سکیں۔ مکّے کے آس پاس بازار لگا کرتے تھے، جہاں

بہت لوگ جمع ہوتے تھے۔ آنحضرتؐ ان
بازاروں میں بھی تبلیغ کے لیے جاتے تھے۔
حج کے موقعہ پر باہر سے آنے والے
لوگوں کو بھی خدا کی باتیں سُناتے رہتے
تھے۔ ایک مرتبہ مدینے کے چند آدمی یہ
باتیں سُن کر گئے، تو اگلے سال زیادہ
لوگ آئے اور ایک صحابی کو ساتھ لے
گئے تا کہ انھیں دین سکھائے۔ تیسرے
سال بہتّر آدمی آئے، اور آنحضرتؐ کے
ہاتھ پر بیعت کی۔ اس طرح مدینے میں
امن سے رہنے کی اُمید پیدا ہوئی، تو
آنحضرتؐ نے صحابہؓ کو وہاں جانے کا حکم
دے دیا، لیکن خود حکمِ الٰہی کا انتظار
فرماتے رہے۔ جب حکم ہُوا، تو حضرت
ابو بکر صدیقؓ کو لے کر نکلے۔ تین روز

غارِ ثور میں رہے، پھر مدینۂ منوّرہ پہنچے۔

غور کرو کہ قریش پیامِ حق کی وجہ سے آپؐ کے دشمن بن گئے تھے۔ لیکن اکثر لوگ امانتیں آپ ہی کے پاس رکھتے تھے۔ جب ہجرت کے لیے نکلے، تو حضرت علیؓ کو چھوڑ گئے۔ تاکہ وہ سب کی امانتیں کوڑی کوڑی واپس کر دیں۔ یہ فرض انجام دے کر حضرت علیؓ مدینے گئے۔

مدینے کی زندگی

مدینے پہنچ کر آپؐ نے مہاجروں اور انصار کے درمیان بھائی چارا قائم کیا۔ انصار کی محبّت اور عقیدت کا یہ حال تھا کہ انھوں نے ہر چیز مہاجروں کے قدموں پر ڈال دی۔ مہاجروں کی خودداری اور

حق شناسی کا یہ عالم تھا کہ جاتے ہی
کام کاج میں لگ گئے اور ضرورت سے
زیادہ ایک وقت کے لیے کسی پر بوجھ
ڈالنا گوارا نہ کیا۔ یہ بھائی چارا بھی دُنیا
بھر میں اپنی مثال آپ تھا کہ لوگ
خون اور خاندان کے رشتوں کو بھول گئے
اور اس بھائی چارے کو ہر رشتے سے
بڑھ کر سمجھنے لگے۔ یہاں تک کہ ترکے
میں سے ایک دُوسرے کو حصّہ دینے
کے لیے تیار ہو گئے ؛

مدینے میں یہودی بھی تھے۔ آنحضرتؐ
نے اُن سے بھی سیاسی عہد نامہ کیا۔
تا کہ خطرے کے وقت سب مل کر شہر
کی حفاظت کر سکیں، لیکن یہودی بھروسے
کے لائق ثابت نہ ہوئے اور ہمیشہ قریش

سے ساز باز کرتے رہے ۔

مدینے میں مسجد کی بنیاد رکھی گئی، اور اسلام آزادی کی فضا میں پھولنے پھلنے لگا ۔

جنگیں

قریش مسلمانوں کے اطمینان کو کب ٹھنڈے دل سے برداشت کر سکتے تھے؟ وہ بار بار حملے کرنے لگے ۔ اس طرح لڑائیاں چھڑیں ۔ پہلی بڑی جنگ بدرؔ کے مقام پر ہوئی، جو مدینے سے اسّی میل پر شام اور مکّے کے راستے کا مشہور مقام ہے ۔ تین سو تیرہ ایمان دار غازیوں نے اپنے سے تگنے قریش کو فاش شکست دی ۔ اس میں قریش

کے کئی بڑے بڑے سردار مارے گئے، جن میں ابو جہل بھی تھا، جو اسلام اور پیغمبرِ اسلام کا بہت بڑا دُشمن تھا۔ دُوسرے سال قریش نے بدر کا بدلہ لینے کے لیے مدینے پر حملہ کیا اور اُحد پہاڑ کے دامن میں جنگ ہُوئی۔ پھر بہت سے مخالف گروہ مل کر چڑھ آئے، جن کی تعداد چوبیس ہزار تھی۔ چونکہ مسلمانوں نے بچاؤ کے لیے خندق کھودی تھی، اِس لیے اس جنگ کو جنگِ خندق بھی کہتے ہیں۔ قریش کا زور آہستہ آہستہ ٹوٹتا گیا اور قبیلے مسلمان ہونے لگے۔ ہجرت سے چھٹے سال قریش سے عہد نامہ ہو گیا +

یہودیوں کی شرارتیں نہ رُکیں، تو

انھیں مدینے سے نکالا گیا۔ پھر اُنھوں نے خیبر پہنچ کر مسلمانوں پر حملے کی تیاری کی۔ رسول اللّٰہ کے حکم سے خیبر پر حملہ کر کے اُسے فتح کر لیا گیا۔

جنگِ مُوتہ

آنحضرتؐ نے اسلام کا پیغام دے کر جو قاصد روانہ کیے تھے۔ اُن میں سے ایک قاصد کو شاہِ رُوم کے ایک ماتحت حکمران نے راستے میں شہید کر ڈالا تھا۔ یہ کھُلا ہُوا ظلم تھا، جس کا بدلہ لینے کے لیے تین ہزار جان باز مدینے سے شام کی طرف بڑھے۔ شاہ رُوم اَور اُس کے ماتحت حکمران نے ایک لاکھ کا لشکر مقابلے کے لیے تیار کیا۔ پہلے زیدؓ

بن حارثہ لشکرِ اسلام کے سالار تھے۔ وہ
بڑی بہادری سے لڑے اور برچھیاں کھا
کر شہید ہوئے۔ پھر حضرت علیؓ کے
بھائی حضرت جعفرؓ سالار بنے۔ وہ بھی
لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ اُن کے جسم
پر تلواروں اور برچھیوں کے نوّے زخم
گِنے گئے اور یہ سب اگلے حِصّے میں
تھے۔ پھر ایک اَور صحابی نے کمان سنبھالی۔
وہ بھی شہید ہو گئے تو حضرت خالدؓ بن
ولید کو سالاری ملی۔ ان کی بہادری کا
اندازہ اس بات سے کرنا چاہیئے کہ ایک
ایک کر کے نو تلواریں اُن کے ہاتھ سے
ٹوٹیں۔ جب دشمن میدان سے ہٹ گیا،
تو حضرت خالدؓ بن ولید اپنا لشکر واپس
لے آئے۔ یہ پہلا میدان تھا، جس میں

مسلمانوں نے اپنے سے بتیس چونتیس گنے
لشکر کا کامیاب مقابلہ کیا +

فتح مکّہ

قریش سے اگرچہ صلح تھی، لیکن
اُنھوں نے موقع پا کر مسلمانوں کے ایک
دوست قبیلے پر حملہ کر دیا اور اُن میں
بہتوں کو ناحق مار ڈالا - ان سے فدیہ مانگا
گیا، تو انکار کر دیا +

اس پر آنحضرت صلّے اللہ علیہ و سلّم
دس ہزار صحابہؓ کے ساتھ مکّے کی طرف
بڑھے - قریب پہنچ کر پڑاؤ ڈالا - رات کو
غازیانِ اسلام نے آگ روشن کی، تو اِرد
گرد دُور دُور تک چراغاں کا نقشہ پیدا
ہو گیا +

ابو سفیان قریش کا سردار تھا۔ برسوں مسلمانوں پر حملے کرتا رہا تھا۔ اُس نے مقابلے کی تاب نہ پائی، تو صلح کا ایلچی بن کر آ گیا اور آتے ہی اسلام قبول کر لیا۔ اس کے سارے جرموں کے دھبّے عفو کے پانی سے دُھل گئے۔ آنحضرت مسلمانوں کو ہمراہ لے کر شہر میں داخل ہو گئے۔ آٹھ سال پہلے آنحضرت اور صحابہؓ مکّے سے بے چارگی کی حالت میں نکلے تھے اب اس شہر کی ساری فضا خدائے پاک کے نام سے گونج رہی تھی اور لشکرِ اسلام کے پھریرے ہر طرف اُڑ رہے تھے۔ خُدا کا پاک گھر مُورتیوں اور بُتوں سے پاک کر دیا گیا ؛

فتح کا خُطبہ

مکّے والوں کو اپنی زیادتیاں ایک ایک کرکے یاد آ رہی تھیں اور وہ دلوں میں کانپ رہے تھے کہ اب مسلمانوں کے رحم پر ہیں اور وہ ایک ایک جُرم کا بدلہ لیں گے۔ آنحضرتؐ نے سب کو جمع کیا اور اس موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا، وہ دُنیا کے کسی فاتح کی زبان سے نہ پہلے سُنا گیا، نہ بعد میں۔ آپؐ نے فرمایا:

"ایک خُدا کے سوا کوئی خدا نہیں۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ اُس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ اپنے بندے کی مدد کی، اور اُس نے مخالفین کے تمام منصوبوں کو اکیلے توڑ کر رکھ دیا۔ ہاں سُن لو،

فخر کی تمام باتیں، مال اور خون کے سارے دعوے میرے قدموں کے نیچے ہیں (یعنی سب کو مٹاتا ہوں)۔

اے قریش! خدا نے جاہلیت کا غرور اور نسب کا فخر مٹا دیا۔ سارے لوگ آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے بنے تھے"۔

خدا کی توحید، دلوں کی صفائی اور مساوات کے اُس پہلے اور یگانہ اعلان کے بعد قریش سے فرمایا: "تمھیں معلوم ہے، آج میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں"؟ وہ گھبرائے ہُوئے تھے۔ کہنے لگے: "آپ شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے فرزند ہیں"۔ فرمایا: "جاؤ۔ تم پر کوئی الزام نہیں، تم سب آزاد ہو"۔

تاریخ کے سارے دفتر کھنگال ڈالو۔ ایک بھی مثال اس عفو و رحمت کی نہ ملے گی۔ اور یہ معافی کن لوگوں کو دی گئی؟ انھیں، جن میں سے ایک ایک کی تلوار، برچھی اور جوش ظلم کے نشان صحابہؓ کے پاک جسموں پر دائمی یادگار بنے ہوئے تھے، لیکن رحمتِ عالم دُنیا میں بدلہ لینے کے لیے نہیں، رحمت کے دریا بہانے آئے تھے۔

کامیابی کا دَور

فتح مکّہ کے بعد صرف ایک مرتبہ بڑی فوج تیار کرنی پڑی۔ جب افواہ اُڑی تھی کہ شاہ رُوم عرب پر حملے کا فیصلہ کر چکا ہے۔ آنحضرتؐ تیس ہزار کا لشکر لے کر تبُوک گئے، جو عرب کی شمالی سرحد پر

واقع ہے۔ لیکن افواہ غلط ثابت ہوئی اور چند روز رہ کر واپس آ گئے۔ اس فوج کی تیاری میں صحابہؓ نے مالی قربانیوں کا جو نمونہ پیش کیا، وہ بھی تاریخ میں بے مثال ہے ؞

امن قائم ہو گیا، تو قبیلے ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر اسلام قبول کرنے لگے۔ پیامِ حق کی دلپذیری کا یہی دَور ہے، جسے قرآن حکیم نے خدا کے دین میں فوج فوج داخل ہونا کہا ہے۔ دُنیا میں ربّانی حکومت کی بنیاد رکھ دی گئی دین کامل ہو گیا اور آنحضرتؐ کو قدرت نے جس کام کے لیے کھڑا کیا تھا، وہ آخری منزل پر پہنچ گیا ؞

آخری حج

ہجرت کے دسویں سال آنحضرتؐ نے حج کیا اور اسلام کے اس پانچویں رُکن کو ادا کرنے کے سارے طریقے آخری مرتبہ لوگوں کو سکھا دیے - آنحضرتؐ کے مبارک زمانے میں یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمان اتنی بڑی تعداد میں جمع ہوئے تھے - آپؐ نے کئی مرتبہ خطبے ارشاد فرمائے ، جن میں اسلامی تعلیم کی بعض بنیادی باتیں کھول کر بتائیں ، وہ اچھی طرح دل میں بٹھا لینی چاہئیں ؛

سب اِنسان ایک سے ہیں

آپؐ نے فرمایا :

لوگو! تمہارا خدا ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے۔ عرب کے رہنے والے کو عجمی پر اور عجمی کو عرب کے رہنے والے پر کوئی بڑائی نہیں اور نہ سُرخ رنگ کا آدمی سیاہ رنگ کے آدمی یا سیاہ رنگ کا آدمی سُرخ رنگ کے آدمی سے بڑا ہے۔ بڑائی صرف اچھے عملوں پر موقوف ہے" ۔

اس ارشاد سے وطن، نسل اور رنگ کے سارے امتیاز مٹا دیے۔ صرف نیکی اور پرہیزگاری کو بنیاد بنایا ۔

عورتیں اور غلام

پھر فرمایا:

"غلاموں کا خیال رکھو۔ غلاموں کا خیال

رکھو - جو خود کھاؤ، وہی ان کو کھلاؤ - جو خود پہنو، وہی ان کو پہناؤ - عورتوں کے معاملے میں خدا سے ڈرتے رہو - تمھارے حق عورتوں پر اور عورتوں کے حق تم پر ہیں "۔

جب سے زمین کا فرش بچھا اور اُس پر آسمان کا خیمہ تنا، یہ پہلی آواز تھی، جو عورتوں، غلاموں اور نوکروں چاکروں کے حق کے لیے اُٹھائی گئی - اور اس لحاظ سے آخری آواز تھی کہ اِس سے زیادہ حق خود عورتوں اور نوکروں چاکروں نے بھی نہیں مانگا ۔

چند ضروری حکم

فرمایا :

(۱) لڑکا اپنے باپ کے سِوا کِسی کے نسب سے ہونے کا دعوٰے نہ کرے ÷

(۲) عورت اپنے شوہر کے مال میں سے اُس کی اجازت بغیر کچھ خرچ نہ کرے۔

(۳) قرض ادا کیا جائے ÷

(۴) جو چیز قرض لی جائے' وہ واپس کی جائے ÷

(۵) کوئی عطیّہ دے' تو اُس کے بدلے میں عطیّہ دینا چاہیے ÷

(۶) جو ضامن ہے' وہ ہر تاوان کا ذمّے دار ہے ÷

(۷) مذہب میں زیادتی سے بچو' اس لیے کہ تم سے پہلے جو قومیں تھیں وہ ایسی زیادتی کے سبب برباد ہُوئیں ÷

زندگی کی راہ

خدا نے جس دن زمین و آسمان پیدا کیے تھے، زمانہ پھر پھرا کر پھر اُسی نقطے پر آ گیا تھا، اسی لیے کہ خدا کی آخری شریعت جاری ہو گئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا:

(۱) مَیں تم میں ایک ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر اُسے مضبوطی سے پکڑے رکھو گے، تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ خدا کی کتاب (قرآن) ہے +

(۲) تمھیں جان، مال اور آبرو کا اسی طرح پاس کرنا چاہیے، جس طرح مکّے میں حج کے مہینے میں حج کے دن کا پاس کرتے ہو +

(۳) دیکھو! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا

کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو تم
کو خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وُہ
تم سے تمھارے عملوں کے متعلّق ضرور پُوچھیگا۔
(۴) اگر تم پر ایک حبشی غلام بھی امیر
بنا دیا جائے اور وہ تم کو خدا کے
حکموں کے مطابق لے چلے، تو اس
کی فرمانبرداری کرو ؂
(۵) اپنے خُدا کی پرستش کرو، پانچوں وقت
نماز پڑھو، رمضان کے روزے رکھو۔
میرے حکموں کے فرمانبردار رہو۔ خُدا کی
جنّت میں داخل ہو جاؤ گے ؂

آخری گواہی

لوگوں کا ہجوم تھا۔ وُہ چلتے تھے، تو
ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سمندر جوش میں

آیا ہُوا ہے اور لہروں سے لہریں ٹکرا رہی ہیں۔ آنحضرتؐ بار بار ارشاد فرماتے: "لوگو! آہستہ آہستہ ٹھہر کر چلو۔ جب سارے حکم پہنچا چکے، تو فرمایا: "بتاؤ، مَیں نے خدا کا پیغام سُنا دیا؟" سب نے کہا: "ہاں"۔ آپؐ نے اُوپر کی طرف اُنگلی اُٹھائی اَور فرمایا: "خدایا! گواہ رہیو"۔ لوگوں سے کہا: "جو لوگ اس وقت موجود ہیں، وہ جا کر اُن کو بھی سُنا دیں، جو یہاں نہیں آ سکے"۔

وصال

حج میں شریعت مکمّل ہو چکی تھی اَور آنحضرتؐ کے ارشادات سے صاف پتہ چلتا تھا کہ گویا دُنیا سے جانے کا وقت

آ گیا۔ حج سے تقریباً دو مہینے بعد آپؐ بیمار ہُوئے۔ تیرہ دن بیمار رہ کر یکم ربیع الاوّل ۱۱ھ (۲۷ مئی ۶۳۲ء) کو پیر کے دن اِس دُنیا سے تشریف لے گئے۔ اُن پر ہمیشہ ہمیشہ خدا کا درُود اور سلام ہو۔

وصال سے پہلے اِعلان فرما دیا کہ اگر میرے ذمّے کِسی کا قرض ہو یا میرے ہاتھ سے کِسی کی جان، مال یا آبرُو کو صدمہ پہنچا ہو، تو اس دُنیا میں بدلہ لے لے۔

سیرتِ پاک

سیرتِ پاک کے متعلّق حضرت عائشہؓ کے ارشاد سے زیادہ کیا کہا جا سکتا ہے

کہ آپؐ اخلاق میں ہمہ تن قرآن تھے؟ زیادہ کھول کر بھی بیان کیا جائے ، تو سمندر کو کوزے میں بند کرنے کی کوشش کے سوا کیا ہوگا۔ لیکن چند بنیادی باتیں سُن لینی چاہئیں :

(۱) دُنیا کے ہادیوں میں سے اکیلے آپؐ ہیں ، جن کی ساری زندگی کو شروع سے آخر تک تاریخی حیثیت حاصل ہے۔ جس کا ہر صفحہ روزِ روشن کی طرح درخشاں ہے۔ جس کی ایک ایک بات ، ایک ایک عمل اور ایک ایک فیصلہ ساری کائنات کے سامنے آیا ⁂

(۲) یتیم اور مسکین پیدا ہوئے۔ پھر خدا نے ظاہری دولت آپؐ کے قدموں

پر ڈال دی - لاکھوں بندگانِ خدا آپؐ پر
زندگی کی ہر چیز نثار کر دینا اِنتہائی
فخر سمجھتے تھے - لیکن رہنے سہنے کی سادگی
میں کوئی فرق نہ آیا - غذا عموماً جَو کی
روٹی ہوتی جس کا آٹا چھانا نہیں جاتا
تھا - وہ بھی کبھی متواتر دو دن نہ ملی،
حالانکہ آپؐ کی فیاضی اور سخاوت سے
ہزاروں پلتے تھے ۔

سیرت کا نچوڑ

ساری سیرت کا نچوڑ چند لفظوں میں
بیان کرنا چاہو، تو یوں کہہ سکتے ہو:
(۱) جب تک مخالفوں کا زور رہا، اور
وہ ظلم و جور سے کام لیتے تھے، ایک
ایک آن صبر و شکر کے ساتھ گزار

دی اُن کے لیے بھی ہمیشہ نیکی اور ہدایت کی دُعائیں مانگتے رہے ۔

(۲) جب اُن سے مقابلے کا مَوقع آ گیا، تو پہاڑ کی طرح عزم کے ساتھ کھڑے ہو گئے ۔

(۳) جب معاملہ آ پڑا، تو دُشمن اور دوست کی تمیز کیے بغیر ہر وعدے کو راست بازی سے نباہا ۔

(۴) جب خدا نے غلبہ عطا کیا، تو ہر مخالف کو معاف کر دیا ۔

یہ چار نادر خصوصیّتیں، جس طرح آنحضرتؐ کی ذاتِ اقدس میں جمع ہُوئیں، آج تک انسانوں کی پُوری تاریخ میں کسی ایک وجود کے اندر جمع نہیں ہُوئیں ۔

تربیت کی شان

جو لوگ آنحضرتؐ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے وہ کیسے تھے؟

سب اسلام کے حکم بردار بندے
سب اسلامیوں کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے
یتیموں کے رانڈوں کے غمخوار بندے
رہِ کفر و باطل سے بیزار سارے
نشے میں مئے حق کے سرشار سارے

ایک صحابی کہتے ہیں کہ جنگِ یرموک میں میرے چچیرے بھائی زخمی ہو کر گرے۔ میں اُن کے لیے پانی لے کر گیا۔ دیکھا، تو حالت غیر تھی۔ اشارے سے کہا: "پانی پلاؤ"۔ میں پلانے ہی کو تھا کہ پاس سے

"آہ" کی آواز آئی - میرے بھائی نے کہا،
"پہلے اُس آدمی کو پلاؤ" اُدھر گیا اور
پانی پلانے "لگا" تو پھر ایک آواز آئی -
اُنھوں نے بھی کہا کہ پہلے اُس آدمی کو
پلاؤ - اُس تیسرے آدمی کے پاس پہنچا، تو
وہ جان بحق تسلیم ہو چکا تھا دُوسرے
آدمی کے پاس آیا، تو وہ بھی دم دے چکا
تھا - اپنے بھائی کے پاس آیا، تو اُن کی
رُوح بھی پرواز کر چکی تھی - کیا ایسی
قربانی کی مثالیں کہیں مل سکتی ہیں ؟
حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک
دفعہ ایک صحابی کے پاس بھُنی ہُوئی سری
آئی - اُس نے اپنے ایک دوست کو مستحق
سمجھ کر اُس کے پاس بھیج دی - دوست
نے دوسرے کے پاس، دوسرے نے تیسرے

کے پاس غرض، اس طرح سری بھرتی پھراتی پھر پہلے شخص کے پاس پہنچ گئی ٭

یہ اُمّت پیدا کی، جس کا ہر شخص اپنے مقابلے میں دوسروں کو اچھا سمجھتا تھا اور سب کچھ خدا کے لیے کرتا تھا۔ تاریخ کی یہ ایسی روشن سچائیاں ہیں، جو سورج کی طرح چمکتی آئی ہیں اور قیامت تک اسی طرح چمکتی جائیں گی ٭
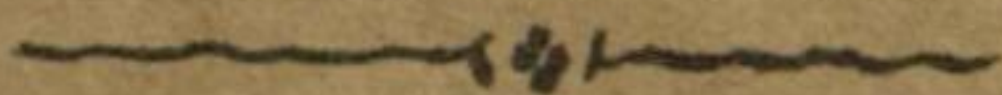
نونہالانِ وطن کے لیے

سبق آموز کتابیں

اِن سیریز کو جناب ڈائریکٹر صاحب بہادر محکمۂ تعلیم بہاولپور گورنمنٹ نے اپنی چٹھی نمبر ۱۵۵۴ مؤرخہ ۹-۴-۵۲ کے ذریعہ بطور لائبریری کتب منظور فرمایا ہے :-

حضرت ابراہیم علیہ السّلام .. سر سید احمد خان .. حضرت ابوذر غفاریؓ

حضرت موسیٰ علیہ السّلام .. سید احمد شہید .. حضرت امام حسینؓ

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام .. خواجہ حالی .. حضرت امام زین العابدینؒ

حضرت خدیجہؓ .. مولانا محمد علی .. حضرت امام اعظمؒ

حضرت عائشہؓ .. طارق بن زیاد .. حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

حضرت عثمانؓ .. جون آف آرک .. حضرت امام بخاریؒ

حضرت علی مرتضیٰؓ .. سلطان محمود غوری .. حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ

حضرت فاطمہؓ .. بابر .. حضرت شیخ احمد سرہندیؒ

حضرت خالدؓ بن ولید .. شیر شاہ سوری .. فلارنس نائٹنگیل

حضرت امام حسنؓ .. عالمگیر اعظم .. سید جمال الدین افغانی

حضرت داتا گنج بخشؒ .. جہاں آرا بیگم .. کمال اتاترک

حضرت ابوبکرؓ صدیق .. ٹیپو سلطان شہیدؒ .. ڈاکٹر اقبالؒ

حضرت فاروق اعظمؓ .. جارج واشنگٹن .. قائدِ اعظمؒ

سلطان محمود غزنوی .. میرزا غالب .. مس فاطمہ جناح

عبدالرحمان اندلسی

سلطان صلاح الدین ایوبیؒ .. میر انیس .. دنیا کی سیر

شیخ سعدیؒ .. حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ .. جنگل کا بادشاہ

نپولین بونا پارٹ .. محمد بن قاسم .. توحید کا ڈنکہ

تہران میں کانفرنس
ں میں شرکت سے
ہے جنگ میں ہمارا
ت شکست خوردہ
ہے ہمارے نزدیک
ہے ابھی تک ایران
کا اسلحہ تقریباً روزانہ
ہے ہم ان مخالفین
سلئے ہماری حکومت کو
ں کرنے کا بہانہ نہ ہو

بان کی عدم شرکت پر
طرز عمل قابل مذمت
کا مطالبہ تھا کہ ان کے
ے لیکن اس کا مطلب
اس کیلئے ہم تیار نہیں
بغت اللہ مجددی، رشید
کے نمائندوں کے علاوہ
تحدہ کے نمائندگان نے
میں فوری جنگ بندی

شہزادہ حسن بن طلال اور فلسطین کے صدر یاسر عرفات اومان میں گارڈ آف آنرز کا معائنہ کر رہے ہیں

سعودی عرب پر امریکی افسر کی نکتہ چینی

بیلٹ بکس اور سیاہی بوسنیا میں استعمال کی گئی وہ بوسنیا سے چیچنیا روانہ کی گئی صدارتی انتخابات کے علاوہ پارلیمانی انتخابات بھی ہوئے 63 نشستوں کیلئے ساڑھے آٹھ سو امیدوار تھے ووٹنگ کافی زیادہ رہی اس وجہ سے پولنگ کے اوقات کے بعد بھی ووٹنگ ہوتی رہی سترہ سال عمر کے ہر شخص کو ووٹ کا حق دیا گیا ووٹر لسٹ نامکمل تھی اس لئے ہر اس شخص کو ووٹ کا حق دیا گیا جو اپنا علاقہ کا رہائشی ہونے کا ثبوت پیش کر سکتا ہوں چیچنیا کی آبادی جنگ سے پہلے بارہ لاکھ سے زائد تھی اس میں چار لاکھ روسی تھے چیچنیا کے مسلمانوں میں ابھی قبائلی نظام زندہ ہے۔

اسلم تخادوف نے اپنی کامیابی کے بعد کہا ہے کہ چیچن عوام آزادی کیلئے برسوں تک انتظار نہیں کر سکتے اور روس کو آزادی کے مسئلہ پر فوری بات چیت کا آغاز ہونا چاہئے انہوں نے کہا کہ ان کے پیش نظر اصل مسئلہ ریاست میں

دہشت گردی کیلئے ایک اسلامی تنظیم کو ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے اس کے پیچھے ایران کا ہاتھ بتایا جاتا ہے جنوری 92ء میں اسلامی نجات پارٹی نے الیکشن جیتے تھے سے اقتدار منتقل نہیں کیا گیا اس کے بعد سے اب تک فوجی حکومت کے دور میں ساٹھ ہزار افراد مارے جا چکے ہیں اسلامی نجات پارٹی نے تشدد کی مذمت کی ہے وہ اس میں شامل نہیں ہیں لیکن انتہا پسند اپنی کارروائیاں کر رہے ہیں اور یہ اب بہت زور پکڑ چکی ہیں تشدد کو ختم کرانے کیلئے صدر نے ریفرنڈم میں ساٹھ فیصد حمایت حاصل کر کے عہدہ صدارت کی توثیق کرائی کچھ اور دستوری اصلاحات بھی کی گئی ہیں لیکن ان کا کچھ اثر نہیں ہوا بلکہ تشدد اور بڑھ گیا خطرہ یہ ہے کہ الجزائر کا حال بھی صومالیہ کی طرح کا ہو جائے گا تشدد کی کارروائیاں دوسرے اسلامی ملکوں میں بھی ہیں لیکن الجزائر میں سارے ریکارڈ ٹوٹ گئے اور 1997ء میں یہ دہشت گردی بھی خطرناک شکل اختیار کر لیگی۔

اسرائیلی وزیراعظم کی سربراہی میں
کے مشرقی عرب حصے میں 43 ملین ڈالر کے
منصوبے منظور کئے ہیں اس میں ایک یہودی علاقہ
بھی شامل ہے اس میں مکانات بنائے جائیں گے اور
سرکاری دفاتر بھی اس علاقے میں منتقل کرنے کا
ہے اسرائیل نے یروشلم کو اپنا دارالحکومت بنانے
کر رکھا ہے اور وہ یروشلم کی عرب اسرائیل علاقے
کے بھی خلاف ہے۔

مسجد اقصیٰ کے منتظمین نے کہا ہے کہ اس
کے قریب نئے زمین دوز راستے تعمیر کر رہا ہے
اس طرح کی کارروائی پر کافی فساد ہوا تھا منتظمین
اپنے احتجاجی مراسلے روانہ کئے ہیں۔

اسرائیلی لیبر پارٹی میں
شمعون پیریز کے مدمقابل رہنما ایہود براک نے
کہ ہماری پارٹی آزاد فلسطینی ریاست کی حمایت
وہ فوج میں چیف آف اسٹاف اور وزیر خارجہ
انہوں نے کہا کہ اس کیلئے جو کارروائی ہو رہی
منطقی انجام آزاد فلسطینی ریاست ہے لیکن
ابھی سے جو لوگ آزاد فلسطینی ریاست کی
لگے ہیں انہیں مذاکرات کے نتائج کا انتظار